اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۲۳

اولاد کی تربیت کے رہنما اصول

(حضرت مولانا) شوکت علی قاسمی بستوی (صاحب)
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند و ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ

شائع کردہ:
دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی
دارالعلوم دیوبند

نحمدهٗ ونُصَلِّی علی رسوله الکریم أمابعد!

فأعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم، بسم الله الرحمٰن الرحیم.

قال الله تعالیٰ: ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ الآیة. (التحریم:٦)

وقال النبی صلی الله علیه وسلم: ''مانحل والدٌ وَلَدَه من نَحْلٍ أفضلَ من أدبٍ حَسنٍ''. (جامع ترمذی: ۱۹۵۲)

ہمارا معاشرہ دن بدن انحطاط اور زوال کا شکار ہے، اسلامی قدریں مٹ رہی ہیں، خاندانی روایات دم توڑ رہی ہے، گھروں میں فسق وفجور، بے حیائی وبے غیرتی عام ہے، والدین اور بڑوں کا احترام اٹھ رہا ہے، صوم وصلات کی پابندی میں کمی آرہی ہے، مسلم بچے اور بچیاں مغربی تہذیب اور غیر دینی عادات واطوار کے دل دادہ ہورہے ہیں، بداخلاقی، عریانیت، بے پردگی عروج پر ہے، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور اسمارٹ موبائل نے حیاء وشرم کا جنازہ نکال دیا ہے، اسلامی معاشرت، دینی تشخص کو باقی رکھنے پر کوئی توجہ نہیں ہے، غیبت، چغلی، حرام خوری، بدکرداری، شراب نوشی سودخوری، جواوسٹہ کی لت بڑھتی جارہی ہے۔

اس کے جہاں بہت سے اسباب ہیں اُن میں ایک اہم اور بنیادی سبب والدین کی اولاد کی طرف سے بے توجہی اور لاپرواہی ہے، ان کو اپنے اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی کوئی فکر نہیں، ساری توجہ اس بات پر ہے کہ ہمارے لڑکے، لڑکیاں دنیاوی تعلیم میں آگے بڑھیں؛ تاکہ دنیا میں ترقی کریں اور عیش وآرام میں زندگی گذاریں۔

اولاد کی دینی تعلیم وتربیت، معاشرے کی اصلاح اور اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے، اولاد کی تربیت میں اولین ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے، بچے گھریلو ماحول اور مسلم معاشرے سے بھی بہت متاثر ہوتے ہیں، حدیث شریف میں ہے:

''ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی (آتش پرست) بنادیتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر بچہ کو دین فطرت پر پیدا کرتا ہے، لیکن ماں باپ اسے جیسی تربیت دے، بچہ اسی مذہب کا ہوجاتا ہے۔

اس مختصر رسالے میں بچوں کی اسلامی تربیت کی اہمیت اور اس کے رہ نما اصول اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے مفید اور نافع بنائے۔ آمین

اولاد اللہ کا بڑا انعام ہے

اولاد، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہیے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اولاد کی تربیت کی ذمہ داری ماں باپ کو بخوبی نبھانی چاہیے؛ تاکہ اولاد کے دینی اور دنیاوی فائدے حاصل ہوں، اولاد ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، خاندان کا نام روشن کرے، اور اسلام کی خدمت کر سکے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”اولاد زندگی میں بھی سب سے بڑھ کر خدمت گزار، مددگار، فرماں بردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں، مرنے کے بعد ان کے لیے دعا (ایصال ثواب) کرتے ہیں اور آگے نسل چلی تو مدتوں تک ان کے راستہ پر چلنے والے بھی رہتے ہیں اور برابر ماں باپ کو ثواب ملتا رہتا ہے۔

اسی طرح جو بچے مرگئے وہ قیامت میں بخشوائیں گے، جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی اپنے والدین کی سفارش کریں گے اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے، جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر ﷺ خوش ہو کر فخر فرمائیں گے۔“

(حیات المسلمین ص:۱۵۱)

نیز اولاد ماں باپ کی خوبیوں کی امین، ان کے خوابوں کی تعبیر، درازیٔ نسل کی بنیاد، ان کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوتی ہیں، یہ ساری خوبیاں اور محاسن اولاد میں اچھی تربیت سے پیدا ہوتے ہیں، اچھی تربیت سے ہی اولاد دنیا میں بھی سرخ رو رہتی ہے اور وہ آخرت میں جہنم کے آگ سے بچ سکتی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾. (التحریم: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اپنے کو بچانا، اطاعت کرنا، اور گھر والوں کو بچانا، ان کو احکام الٰہیہ سکھلانا اور ان پر عمل کرانے کے لیے زبان سے ہاتھ سے بہ قدر امکان کوشش کرنا“۔ (بیان القرآن، جلد:۲۔ سورۂ تحریم)

علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت علیؓ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: ”اپنے آپ اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ“۔ یعنی: ”ان کو ادب سکھاؤ، ان کو تعلیم دو“۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

”تم اللہ کی اطاعت کے کام کرو اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے رہو اور اپنے اہل وعیال کو ذکر کی تعلیم دو تو اللہ تعالیٰ تم کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

حضرت ضحاکؒ وغیرہ سے منقول ہے کہ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل قرابت اور رشتہ داروں، باندیوں اور غلاموں (اور خدام اور نوکروں) کو فرائض وواجبات اور محرمات ومنکرات کی تعلیم دیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد رابع۔ سورۂ تحریم)

جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو تو آگ سے بچانا جانتے ہیں کہ (شریعت کے احکام پر پابندی سے عمل کیا جائے اور معاصی سے اجتناب برتا جائے) لیکن اپنے اہل کو بچانے کا کیا مطلب ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم ان کو ان تمام گناہوں سے روکو جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے اور جن نیکیوں کے کرنے کا حکم دیا ہے تم ان نیکیوں پر عمل کی ان کو تاکید کرو۔ (تفسیر قرطبی، سورۂ تحریم)

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

”جو شخص کسی نیک کام کی کسی کو رہ نمائی کرے تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو اس نیک کام کرنے والے کو ملتا ہے، اور عمل کرنے والوں کا ثواب کچھ کم نہیں ہوجاتا، اسی طرح جو کسی گم راہی کی دعوت دے تو اس کی بات پر عمل کرنے والوں کو جو گناہ ہوتا ہے وہی گناہ بتانے والے کو بھی ہوتا ہے“۔

اولاد کے بارے میں والدین سے باز پرس ہوگی

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن والد سے اولاد کے بارے میں سوال کرے گا، اس سے پہلے کہ اولاد سے والد کے بارے میں پوچھا جائے؛ کیوں کہ جس طرح بیٹے پر ماں باپ کا حق ہے،

اسی طرح ماں باپ پر بھی اولاد کا حق ہوتا ہے“۔ (منہج التربیۃ النبویۃ للطفل)

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی شکایت لے کر آئے کہ ان کا بیٹا ان کی حق تلفی اور نافرمانی کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے کو بلوایا اور اس سے باز پرس کی تو بیٹے نے کہا: امیر المومنین! کیا اولاد کا باپ پر کوئی حق نہیں ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ لڑکے نے دریافت کیا اولاد کا باپ پر کیا حق ہے؟ حضرت امیر المومنینؓ فرمایا: لڑکے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ اپنی نکاح کے لیے نیک صالح خاتون کا انتخاب کرے، بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے قرآن کریم کی تعلیم دے، لڑکے نے کہا: امیر المومنین! میرے باپ نے ان میں سے کوئی بھی حق ادا نہیں کیا، میری ماں ایک سیاہ فام عورت ہے جو ایک آتش پرست کی باندی ہے، جب میں پیدا ہوا تو میرا نام ”جُعل“ یعنی ”سیاہ کیڑا یا سیاہ فام، بدصورت اور جھگڑالو آدمی“ رکھا اور قرآن کریم کا ایک حرف بھی نہیں پڑھایا، حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اپنے لڑکے کی نافرمانی کی شکایت کرنے تو آ گئے، جب کہ پہلے خود تم نے اس کی حق تلفی کی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا ہے۔ (تربیۃ الاولاد فی الاسلام، ج:۱ص:۱۲۸)

تربیت کے رہنما اصول

اولاد کے لیے نیک ماں کا انتخاب

پہلا اصول یہ ہے کہ اولاد کی اچھی نشوونما اور تربیت کے لیے ضروری ہے کہ بچے کے لیے صالح ماں کا انتخاب کیا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ آج کل زیادہ تر شادی کے لیے بڑے بڑے جہیز کو بنیاد بنایا جاتا ہے، دین داری، شرافت اور دینی تعلیم پر توجہ نہیں دی جاتی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنا پر کیا جاتا ہے، عورت کی مال داری، یا خاندانی وجاہت، اس کے حسن وجمال اور دین داری کی بنیاد پر، تم دین دار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کرو۔ (متفق علیہ)

معلوم ہوا کہ کامیابی کا دارومدار دین دار عورت سے نکاح کرنے میں ہیں، دین داری کے ساتھ وہ مال دار بھی ہے تو بہت خوب اور دین داری کے ساتھ باوجاہت یا حسن وجمال کا پیکر بھی ہے تو زہے نصیب؛ لیکن وجہ ترجیح دین داری ہی ہونی چاہیے۔

ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ

تعلیم وتربیت کا اولین اور اہم ترین ادارہ گھر ہے، پیدائش سے لے کر چار پانچ سال تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چہار دیواری تک محدود رہتی ہے، گھر کے افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دوررس اور اہم ہوتا ہے، یہیں سے وہ اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بات چیت کرنا غرض سب کچھ سیکھتا ہے، یہیں اُسے وہ حقیقی محبت، شفقت وہمدردی اور تعاون وآسائش نصیب ہوتی ہے جو اس کی پرورش اور تربیت کے لیے بہت ضروری ہے، ماں باپ، بھائی بہن اور دادا، دادی اور دوسرے اعزہ واقارب مختلف حیثیتوں سے اس کے معلم کا کام انجام دیتے ہیں، اُن کے عادات واطوار، حرکات وسکنات کی تقلید کر کے بچہ اپنے کو مختلف اوصاف سے متصف کرتا ہے، بچوں کے سادہ ذہن ودماغ پر گھریلو زندگی کے جو گہرے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں وہ زندگی بھر نہیں مٹتے۔ (فن تعلیم وتربیت، ص:۴۱)

گھر کے افراد میں ماں کا کردار تعلیم وتربیت اور پرورش کے حوالہ سے بڑا اہم ہوتا ہے، اگر ماں دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ اور اخلاق وکردار کی حامل ہے تو بچے بھی اخلاق حسنہ کا پیکر اور تعلیم وتربیت سے مزین ہوں گے، عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

الأمُّ مدرسةٌ اذا أعـدتَها   أعدتَ شعبًا طيِّبَ الأعراقِ

ترجمہ: ماں مدرسے کے مانند ہوتی ہے، جب آپ ماں کی اچھی تربیت کر کے اس کو تیار کر دیں تو آپ اچھی خصوصیات کی حامل پوری ایک نسل تیار کر دیں گے۔ (حافظ ابراہیم)

لیکن اگر ماں ناکارہ اور غیر تربیت یافتہ ہے اور دین اور تعلیمات دین سے نابلد ہے تو اس کا حال وہی ہوگا جو شاعر نے کہا ہے

جس سے آنچل بھی نہیں سرکا سنبھالا جاتا
اس سے کیا خاک ترے گھر کی حفاظت ہوگی

بچوں کے حقوق ادا کئے جائیں

دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ بچوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔

پہلا حق، بچے کے کان میں اذان واقامت

نومولود بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی جائے۔

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے،فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے نواسے) حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے ہوئے دیکھا، جب آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ان کی ولادت ہوئی۔ (ترمذی وابوداؤد)

یہاں صرف اذان کا ذکر ہے، دوسری روایتوں میں دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھنے کا تذکرہ ہے، اس کی وجہ سے بچہ ''اُمّ الصِّبیان'' بیماری کی ضرر سے محفوظ رہے گا، نیز اس کے کانوں کے ذریعہ اس کے دل ودماغ کو توحید، ایمان اور نماز کی دعوت وپکار سے آشنا کریں، تاکہ یہ بتادیا جائے کہ اذان واقامت پڑھ دی گئی ہے، نماز جنازہ مرنے کے بعد ہوگی، گویا کہ زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے۔ (معارف الحدیث، ج:٦/ص:٢٠-١٩)

اذان واقامت کا عمل گھر کا کوئی بھی فرد کرسکتا ہے؛ لیکن کسی نیک آدمی سے کرانا بہتر ہے۔

دوسرا حق، تحنیک

حضرات صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عقیدت ومحبت تھی، چناں چہ نومولود بچے آپ کی خدمت میں لائے جاتے؛ تاکہ آپ ان کے لیے خیر وبرکت کی دعا فرمائیں اور کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر بچے کے تالو پر مل دیں اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیں جو خیر وبرکت کا باعث ہو، اسے ''تحنیک'' کہتے ہیں، اور یہ سنت ہے، بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی نیک صالح آدمی کے پاس بچے کو لے جانا چاہیے؛ تاکہ وہ خیر وبرکت کی دعا اور تحنیک فرمادیں۔ (معارف الحدیث، ج:٦/ص:٢٠)

تیسرا حق، عقیقہ

بچے کے پیدا ہونے کے ساتویں دن، پیدائش کی خوشی میں بطور شکرانہ عقیقہ کرنا سنت ہے، اگر ساتویں دن نہ ہوپائے تو چودھویں دن یا پھر بعد میں لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کیا جائے، لڑکے کے لیے دو بکرے وسعت ہونے پر ہیں ورنہ ایک بکرا بھی کافی ہے۔

اس موقع پر دو کام اور ہوتے ہیں، وہ یہ کہ لڑکا ہو یا لڑکی سر مونڈ کر سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی جائے، اور بال زمین میں دبادیے جائیں اور بچے کا اچھا نام بھی رکھا جائے، نام پیدائش کے دن بھی رکھا جاسکتا ہے؛ لیکن اگر پہلے نہیں رکھا گیا ہے تو ساتویں دن رکھ دیا جائے۔

(معارف الحدیث، جلد ششم)

چوتھا حق، اچھا نام رکھا جائے

نومولود بچے کا ایک حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے، حدیث میں ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے اچھا ادب سکھائے۔ (مشکات شریف، ص:٢٧١)

آج کل نئے نئے نام رکھنے کا شوق ہوتا ہے، چاہتے ہیں کہ ایسا نام رکھا جائے، جو کسی کا نہ ہو، اور اس شوق میں الٹے سیدھے نام رکھ لیتے ہیں، بسا اوقات نام ور روساء، دنیادار، فلمی ہیرو اور ہیروئنوں، کرکٹ کے کھلاڑیوں کے ناموں پر نام رکھ لیتے ہیں، انبیاء علیہم السلام، صحابہ، صحابیات اور نیک بندوں اور بندیوں کے ناموں میں جو برکت ہے وہ نئے نئے ناموں میں کہاں، نام کا بھی اثر ہوتا ہے؛ اس لیے کسی عالم اور بزرگ سے نام معلوم کرکے نام رکھا جائے، ان شاء اللہ اولاد نیک ہوگی، دین دار ہوگی، خراب اور ناپسندیدہ نام نہ رکھیں، اور اگر رکھ لیا ہے تو اس کو تبدیل کردیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بچوں کے نام تبدیل بھی فرمائے ہیں۔

پانچواں حق، بچے کا ختنہ کیا جائے

ختنہ درحقیقت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، رسول اکرم ﷺ نے ختنے کا تاکیدی حکم دیا ہے، بہت سے علماء نے ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب بتایا ہے، اس کا بہترین وقت پیدائش کا پہلا ہفتہ ہے، ورنہ دس سال سے پہلے تو ضرور ختنہ کرادینا چاہیے۔

اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے

اولاد کا ایک حق یہ ہے کہ اس کا اکرام کیا جائے، اس کو بار نہ سمجھا جائے، اولاد کی ضروریات کا بندوبست کیا جائے، اولاد کی تربیت میں بڑا ثواب ہے، خاص طور پر بچیوں کی پرورش اور تربیت میں زیادہ ثواب ہے، اس لیے لڑکیوں کے ساتھ بطور خاص حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے، انھیں باعث خیر وبرکت سمجھا جائے، انھیں احساس کمتری میں مبتلا نہ کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہو پھر وہ نہ تو اسے کوئی ایذاء پہونچائے نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور نہ محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی لڑکیوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہے

جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

(رواہ احمد، معارف الحدیث، ج:۶ ص:۳۵)

اولاد ماں باپ کے پاس اللہ کی بڑی نعمت ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی امانت بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پناہ محبت بھی ڈال دی ہے، جس سے اولاد کی پرورش میں پیش آنے والی تکالیف میں اسے مزہ آتا ہے، تربیت کے مراحل میں پہلا مرحلہ عہد طفولیت کا ہے، جو پیدائش سے پانچ سال تک ہے، ان پانچ سالوں میں ماں بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے، اور بچے کا گھر ساری چلت پھرت کا مرکز ہوتا ہے، ماں باپ، گھر کے دیگر افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ نہایت دور رس اور اہم ہوتا ہے، یہیں وہ اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا اور بات چیت کرنا وغیرہ سیکھتا ہے، بچوں کے سادہ دماغ پر گھریلو زندگی کے جو اثرات اور نقوش ثبت ہوجاتے ہیں وہ زندگی بھر نہیں مٹتے، اس مرحلہ میں ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے میں جسمانی تربیت، صحت وصفائی کی دیکھ بھال رکھیں، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کا مناسب بندوبست کریں، جسم اور لباس کی صفائی، پابندی سے نہانے دھونے، کپڑے دھونے، ناخن اور بال ترشوانے وغیرہ کا اہتمام کریں، بچے کو کھیل کود کا موقع دیں، حفظان صحت کا خیال رکھیں، شفقت ومحبت سے تربیت کریں، رفتہ رفتہ پسندیدہ عادات واطوار اور معمولات کا پابند بنائیں، گھریلو زندگی کو پاکیزہ بنائیں، ہم جولیوں کے ساتھ کھیل کود کے مواقع دیں۔ (فن تعلیم وتربیت)

تربیت میں کن امور کا خیال رکھا جائے؟

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بچوں کی تربیت، اہم امور اور اولین ذمہ داریوں میں سے ہے، بچہ والدین کے پاس امانت ہوتا ہے، اس کا پاکیزہ دل قیمتی موتی کی طرح ہوتا ہے جو ہر نقش ونگار سے خالی ہوتا ہے، اس پر آپ جو چاہیں نقش کر سکتے ہیں، اور جس طرف چاہیں اسے پھیر سکتے ہیں، چناں چہ اگر اسے خیر کی عادت ڈالی گئی اور اس کی تعلیم دی جائے تو وہ خیر کے ساتھ پروان چڑھتا ہے اور دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کرتا ہے، اس کی تعلیم وتربیت کے ثواب میں والدین اور معلم ومربی شریک ہوتے ہیں، اور اگر اسے شر کا عادی بنایا گیا اور چوپایوں کی طرح اسے مہمل چھوڑ دیا گیا تو اس اس کا گناہ اس کے نگراں اور ذمہ دار کی گردن پر رہتا ہے''۔

اولاد کی تربیت اور تادیب ضروری ہے کہ بچہ جوں جوں سمجھ دار اور بڑا ہوجاتا ہے دائیں ہاتھ

سے کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے اور کھانا اپنے سامنے سے کھائے، دوسروں سے پہلے کھانا شروع نہ کرے، کھانے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ اچھی طرح چبا کر کھائے، کھانے والوں کو نظر جما کر نہ دیکھے، لقمہ جلدی جلدی نہ لے، اپنے ہاتھ اور کپڑوں کو آلودہ نہ کرے، زیادہ کھانے کی اس کے سامنے قباحت بیان کرے، اور بتائے کہ یہ جانوروں کا طریقہ ہے، کھانے میں ایثار کی تعلیم دے اور قناعت سکھائے، لڑکے کو سفید رنگ کے کپڑے پہنائے، اس کو اچھے اخلاق کی تعلیم دے، تہذیب اور آداب سکھائے، برے ساتھیوں سے بچے کو دور رکھا جائے جو زیادہ ناز ونعمت والے ہوں، عمدہ لباس اور تعیش کے عادی ہوں، آزاد چھوڑ دینے سے بچہ برے اخلاق کا عادی ہوجاتا ہے، جھوٹ، حسد، چوری، چغل خوری، فریب وغیرہ برے خیالات کا دلدادہ ہوجاتا ہے، ضروری ہے کہ بچے کو مجلس کے آداب سکھائے اور بتائے جائیں کہ مجلس میں نہ تھوکے، ناک صاف نہ کرے، دوسرے کے سامنے جمائی نہ لے، دوسرے کی طرف پشت نہ کرے، ایک پیر دوسرے پیر پر رکھ کر نہ بیٹھے، زیادہ بولنا بدتہذیبی ہے، بات بات پر قسم نہ کھائے، دوسرے کی بات غور سے سنے، لغو بات، فحش کلامی، گالم گلوچ لعن طعن سے بچے، مکتب یا اسکول سے واپس آنے کے بعد اس کو کھیلنے کی بھی اجازت دی جائے، نہ کھیلنے اور مسلسل پڑھنے سے بچہ اکتا جاتا ہے، اس کی جسمانی اور دماغی صحت پر اثر پڑتا ہے، ذکاوت متأثر ہوتی ہے اور زندگی بے کیف ہوجاتی ہے، اساتذہ، معلمین اور بڑوں کے ادب واحترام کی بچوں کو تعلیم دی جائے، اچھے اخلاق سکھائے جائیں، بری باتوں پر نرمی اور شفقت کے ساتھ نکیر کی جائے، سامنے بچے کی ہمت افزائی کی جائے، شکایت نہ کی جائے۔ (احیاء العلوم، ج:۳)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہوجاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی؛ اس لیے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے:

نیک بخت، دین دار عورت کا دودھ پلاویں، دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ عورت کی عادت ہے کہ وہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں، کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے، سو یہ بری بات ہے، اس سے بچے کا دل کم زور ہوجاتا ہے۔ اس کے دودھ پلانے کے لیے اور کھانا کھلانے کے لیے وقت مقرر رکھو کہ وہ تن درست رہے۔ اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔ اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔ اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔ اگر لڑکی ہے تو اس کو جب تک

پردے میں بیٹھنے کے لائق نہ ہوجائے زیور مت پہناؤ، اس سے ایک تو اس کی جان کا خطرہ ہے، دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو، اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو؛ تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔ اس کی سب ضدیں پوری نہ کرو کہ اس سے مزاج بگڑتا ہے۔ چلاّ کر بولنے سے روکو، خاص کر اگر لڑکی ہو چلاّنے پر خوب ڈانٹو، ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہوجائے گی۔ جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے اور کپڑے کے عادی ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے، ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔ ان باتوں سے بچے کو نفرت دلاتی رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا، یا حرص کرنا، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اس کو بنانا، بے فائدہ باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات نہ سوچنا، اور جب ان باتوں میں سے کوئی ہوجاوے فوراً اس کو روکو، اس پر تنبیہ کرو۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: بہشتی زیور حصہ چہارم، ص: ۱۹۵۔۱۹۶)

لڑکیوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے

حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ تحریر فرماتی ہیں کہ:

لڑکیوں کے پردے کا بہت لحاظ ضروری ہے، جس وقت سے ان کو سمجھ آئے ہم عمر لڑکوں سے ان کو علاحدہ رکھو، ان سے بات کرنے کا موقع نہ دو، بلکہ لڑکیوں کے پاس بھی تنہا نہ رہنے دو، اپنے ساتھ بھی ہر جگہ لے جانا مناسب نہیں، اگرچہ چچا اور ماموں کا گھر ہی کیوں نہ ہو، بچیوں کے پردے کا خاص خیال رکھو، ہر بری بات میں روک ٹوک کرتی رہو، ان میں کسی قسم کی آزادی پیدا نہ ہوسکے، کپڑے اور زیور اپنی خوشی کے مطابق پہناؤ، ان کی رائے پر نہ چھوڑو، بے جا کتابیں پڑھنے نہ دو، نماز پڑھنے اور قرآن وحدیث پڑھنے کی تاکید کرو، ادب ولحاظ سکھاؤ، زیادہ باتیں کرنے سے روکو، بچیاں کم سخن اور شرمیلی ہی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ (حسن معاشرت: ۶۰)

شفقت اور نرمی سے تربیت کریں

تربیت میں نرمی اور ملاطفت کا خیال رکھیں، سخت لب ولہجہ میں بچے سے بات نہ کریں، بلکہ محبت اور شفقت پیش نظر رہے، بہت زیادہ ڈانٹ ڈپٹ سے بچہ ضدی ہوجاتا ہے۔

میاں بیوی آپسی نزاع سے بچیں

ضروری ہے کہ گھر کا ماحول خوش گوار رہے، گھر کے افراد خصوصاً میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ونااتفاقی نہ ہو پائے، دونوں اولاد کے سامنے پرسکون رہیں اور اچھے تعلقات رکھیں، باہمی نزاع اور روز روز کے جھگڑے سے بچیں، کہ اس کے نہایت برے اور منفی اثرات بچوں پر پڑتے ہیں۔

والدین بچوں کے لیے نمونہ بنیں

ماں باپ بچے کے لیے بہترین نمونہ ہونے چاہئیں، اگر آپ بچے سے کہیں کہ جھوٹ مت بولنا اور بچہ کے سامنے ماں باپ یا گھر کا کوئی فرد جھوٹ بولے، یہ سخت برا ہے، مثلاً دروازے پر کوئی مہمان آیا، دستک دی، آپ گھر میں ہیں، لیکن اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتے تو اگر آپ بچے سے کہہ دیتے ہیں کہ بیٹے جاؤ کہہ دو ابوّ گھر میں نہیں ہیں تو بچہ باہر آتا ہے اور آپ کے جھوٹ کی پول یہ کہہ کر کھول دیتا ہے کہ ابوّ کہہ رہے ہیں کہ ابوّ نہیں ہیں، یہ رویہ نہایت برا ہے۔

اولاد کو بد دعا نہ دی جائے

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بچہ بات نہیں مانتا تو ماں سخت ناراض ہوجاتی ہے اور بچے کو بد دعا کر دیتی ہے، اور بسا اوقات قبولیت کا وقت ہوتا ہے، دعا قبول ہوجاتی ہے، اور جس پیار سے پال پوس کر بڑا کیا اور جس کے سپنے سجائے ہوتے ہیں وہ عین اس وقت داغ مفارقت دے جاتا ہے، جب کہ والدین کو اس کی سخت ضرورت ہے، اور پھر مائیں روتی دھوتی ہیں اور اللہ تعالی کو خواہ مخواہ کوستی رہتی ہیں۔

ہمت افزائی کی جائے:

بچہ کوئی اچھا کام کرے تو خوشی کا اظہار کریں اور ہمت افزائی کے کلمات کہیں، خود عمل کریں، اور بچہ کو سکھائیں کہ کوئی آپ کو کچھ دے تو آپ دائیں ہاتھ سے لیں، اور **جزاک اللّٰہ** کہیں، بچے کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ پیار سے مانتا ہے اور زبردستی کرنے سے اس میں ضد پیدا ہوجاتی ہے، لہذا پیار ومحبت سے ہی بچوں سے پیش آئیں، ہاں اگر کوئی نامناسب کام کرلے تو تنبیہ بھی کریں، یہ نہ کہیں کہ ابھی تو بچہ ہے، بڑا ہو کر خود سیکھ لے گا۔

نامناسب بات پر تنبیہ کی جائے

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسین بن علیؓ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منھ میں رکھ لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کَخْ کَخْ''، یعنی تھوکو، تھوکو؛ تا کہ وہ کھجور منہ سے نکال دیں، پھر ارشاد فرمایا کہ تم جانتے نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (صحیح بخاری:۱۴۹۱)

حالاں کہ حضرت حسینؓ اس وقت بہت چھوٹے اور کم عمر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت وہ صرف آٹھ سال کے تھے۔

اچھی باتوں کی عادت ڈالنے اور بری بات چھڑانے کے لیے حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحتیں سامنے رکھنی چاہئیں جو انھوں نے اپنے فرزند سے کی ہیں، سورہ لقمان میں ان کا ذکر ہے۔

ماں کا دودھ

یہ بات بڑی اہم ہے کہ بچے کے لیے ماں کا دودھ سب سے زیادہ بہتر ہے، اس لیے بچے کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ماں اسے اپنا دودھ پلائے، ماں کا دودھ بچے کے منھ میں براہِ راست پہونچتا ہے، اس میں نہ مضر اثرات داخل ہوسکتے ہیں اور نہ جراثیم وغیرہ، ماں کے دودھ میں قدرتی حرارت اور ذائقہ کی عمدگی ہوتی ہے، ماں کا دودھ ہی سب سے زیادہ بچے کے لیے موزوں ہوتا ہے، ماں کا دودھ بچے کی پرورش اور اس کے اخلاق وکردار پر اثر انداز ہوتا ہے، دودھ کے ذریعہ ماں کے جذبات واخلاق اور خاندانی خصوصیات وروایات بھی بچے میں منتقل ہوتی ہے۔

اگر ماں کو دودھ اتر رہا ہے تو اسے خود دودھ پلانا چاہیے ورنہ کسی دودھ پلانے والی خاتون کا انتخاب کرنا چاہیے، جو بااخلاق وکردار ہو، دودھ پلانے میں صفائی ستھرائی ملحوظ رہنی چاہیے، بہتر ہے کہ ماں باوضو دودھ پلائے، اس کے بڑے اچھے اثرات ہوتے ہیں۔

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی (اکبر)

تعلیم کا آغاز

بچہ بولنا شروع کرے تو سب سے پہلے ''اللہ'' اور ''کلمۂ طیبہ'' اور قرآن سکھائیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی والدہ محترمہ خواتین کو نصیحت فرماتی ہیں:

''بچوں کی تعلیم کی ابتداء اللہ کے نام سے کرو، کوئی اور لفظ نہ کہنے پائیں، ایسی باتیں نہ سکھاؤ جو آج کل رائج ہیں کہ بچے کو انگریزی، ہندی الفاظ سکھائے جاتے ہیں، ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالو، بچہ جلد سیکھ لیتا ہے، ان باتوں سے خوش نہ ہو، بلکہ افسوس کرو، ان کی زبان پر اللہ کا نام اور رسول اللہ ﷺ کا نام رواں کرو، جو چیز مانگے کہو اللہ سے مانگو اور جو چیز دو کہو اللہ نے دی ہے، ان کے دل میں ایمان کی قوت پیدا کرتی رہو، ان کے ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرو، ان کو کلمہ سکھاؤ کہ اللہ اور رسول ﷺ کو پہچانیں، جب ان کو سمجھ آجائے تو ان کو کلام مجید کی چھوٹی چھوٹی سورتیں، سورۂ اخلاص، سورۂ کوثر وغیرہ کا ایک ایک لفظ سکھاتی رہو، ساتھ میں ترجمہ میں سکھاتی رہو، رفتہ رفتہ بڑی سورتیں یونہی آگے چل کر سیکھ جائیں گے۔'' (حسن معاشرت:۵۸)

ایمانی تربیت

بچوں کی جسمانی تربیت کے ساتھ ایمانی تربیت بھی ضروری ہے، کہ بچوں کو ہوش سنبھالنے کے ساتھ ایمان کے اصول وارکان اور شریعت کے مبادی، ضروری احکام ومسائل بتائے جائیں۔

ایمان کے اصول سے مراد اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، عذاب قبر، بعث بعد الموت، جنت اور جہنم کے بارے میں بتایا جائے۔ ارکان اسلام سے مراد بدنی ومالی عبادات، یعنی نماز، روزہ، حج وزکات اور حج وغیرہ کی ضروری معلومات جستہ جستہ بچے کو دی جائیں۔ اور شریعت کے مبادی سے مراد اسلام کی تعلیمات، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت کی تعلیم دی جائے۔ (تربیۃ الاولاد فی الاسلام، ج:۱/ص:۱۵۰)

نیز سرکارِ دوعالم ﷺ نے بچے کے نشو ونما کے ابتدائی مرحلے میں اصول ایمان، ارکانِ اسلام اور شریعت کے احکام کی تلقین کی ہے، اور بچے کی تربیت اس طرح کرنے کی تاکید فرمائی ہے جس سے رسول اکرم ﷺ کی محبت اور اہل بیت کی محبت، صحابہ کرامؓ کی محبت اور فاتحین اور غازیوں کی محبت دل میں پیوستہ ہوجائے اور قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ہوجائے۔ (ایضاً)

اخلاقی تربیت

اخلاقی تربیت کا مطلب ہے کہ بچوں کو آہستہ آہستہ قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے

اخلاق حسنہ کا عادی بنایا جائے اور اخلاق قبیحہ سے دور رکھا جائے، اخلاق حسنہ اور قبیحہ کے لیے دیکھئے معارف الحدیث۔

فکری تربیت

فکری تربیت کا مطلب یہ ہے کہ نفع بخش علوم شرعیہ اور علوم عصریہ اور عقلی وفکری تربیت سے اولاد کو آراستہ کیا جائے، تا کہ بچہ فکری، تعلیمی اور ثقافتی اعتبار سے پختہ ہو، لہذا اولاد کو دینی اور عصری تعلیم کا اہتمام کرنا چاہیے، عصری تعلیم سے دنیا میں باعزت زندگی گذارنے اور دینی تعلیم وتربیت سے بچہ کے مسلمان بن کر رہ سکنے کے لیے ضروری ہے۔آج کل صرف عصری تعلیم پر توجہ زیادہ رہتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ بچہ ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بن جاتا ہے، لیکن اسے اسلامی عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت کا کچھ شعور نہیں ہوتا۔علماء کرام نے عصری تعلیم سے نہیں روکا ہے، البتہ مغربی تہذیب اور اس کے نقصانات سے روکا گیا ہے ؎

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں کھیلو
جائز ہے غباروں میں اُڑو چرخ پہ جھولو
پر ایک سخن بندۂ عاجز کی رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو (اکبرالہ آبادی)

معاشرتی تربیت

بچے کی اسلامی نشو ونما میں معاشرتی تربیت کا بڑا دخل ہے، معاشرتی تربیت یہ ہے کہ بچوں کو ان اسلامی اقدار وروایات اور خصوصیات سے آراستہ کرنا چاہیے اور معاشرے میں ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں انھیں ادا کیا جائے، تا کہ اولاد معاشرہ میں اچھا انسان اور مثالی مسلمان بن کر باعزت زندگی گذار سکے۔

معاشرتی خوبیوں میں تقویٰ، طہارت، نظافت، انسانی اخوت، دینی مساوات، عفوودرگذر، جرأت وبہادری ہے، حقوق میں والدین کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسی کے حقوق، استاذ کے حقوق، رفیق کے حقوق، بڑوں کے حقوق ہیں۔

معاشرتی آداب میں کھانے پینے کا ادب، سلام کرنے کا ادب، اجازت لینے کا طریقہ،

آداب مجلس میں بات چیت کا ادب، مزاج کا طریقہ، مبارکبادی کا طریقہ، عیادت کا اور تعزیت کے آداب، چھینک اور جمائی لینے کا ادب ہے۔ (تربیۃ الاولاد فی الاسلام)

جنسی تربیت

اسی طرح جنسی تربیت بھی ضروری ہے، یعنی بچوں اور بچیوں کو حیاء وپاک دامنی کی تعلیم دی جائے، پردے کا اہتمام سکھایا جائے، دوسروں کو دیکھنے کے آداب اور حدود بتائے جائیں، بدنظری کی قباحت بیان کی جائے، اجنبی مرد اور اجنبی عورت سے اختلاط سے بچایا جائے، مخلوط تعلیم کے خطرات اور نقصانات سے آگاہ کیا جائے بچوں کی سرگرمیوں اور ایک دوسرے سے اختلاط اور میل جول پر نظر رکھی جائے۔ (تربیۃ الاولاد فی الاسلام)

حرف آخر

اولاد کو دین سے آراستہ کرنے کے لیے جہاں گھریلو پرورش اور دینی تعلیم وتربیت ضروری ہے وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو بری صحبت سے بچایا جائے، ان کو قرآن وحدیث کے عبرت انگیز واقعات سنائیں، اسلامی غزوات کی تفصیل بتائی جائے، علماء ومشائخ کے بیانات سننے اور سنانے کا اہتمام کیا جائے، گھر میں معارف القرآن، معارف الحدیث، بہشتی زیور، تبلیغی نصاب، قصص القرآن، تعلیم الدین، حیاۃ المسلمین، حیات الصحابہ، اسلام کیا ہے؟ قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟ اسوۂ رسول اکرمؐ وغیرہ کی تعلیم کا التزام کیا جائے، بچوں کو موبائل، انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن وغیرہ سے دور رکھا جائے کہ یہ مخرب اخلاق آلات لہوولعب ہیں جو بچوں کے لیے بے حد ضرر رساں ہیں۔

اسی طرح گندے اور فحش میگزین، رسائل اور لٹریچر سے بھی بچوں کو در ور رکھا جائے، بقول اکبرالہ آبادی مرحوم ؎

ہم ایسی سب کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین